© rasailojaraid.com

چیئرمین کونسل کا دورہ اُردن

بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت

۲۱ر ستمبر ۲۰۰۷ء کو ''اسلامی جمہوری تہذیبی روایت'' کے موضوع پر اردن کے شہر عمان میں ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں بہت سے اسلامی ممالک کے اہل علم و دانش نے شرکت کا اعزاز حاصل کیا۔ پاکستان سے اس کانفرنس میں محترم ڈاکٹر محمد خالد مسعود، مدیر اعلیٰ ''اجتہاد'' و چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل نے شرکت فرمائی، قارئین کرام کے استفادہ کے لیے اس کانفرنس کے اختتامی اعلامیہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (محمد خالد سیف)

''مرکز قدس برائے مطالعہ سیاسیات'' اور کونراڈ اڈیناور آرگنائزیشن کی دعوت پر عمان میں ۱-۲ر ستمبر ۲۰۰۷ء کو دوسری بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی، جس کا موضوع تھا ''اسلامی جمہوری تہذیبی روایت'' اور جس کی دوسری نشست کے لیے ''حکومت کے لیے اسلامی اقدار اور اس کے فلسفہ کی دستوری حیثیت''، کے موضوع کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اس کانفرنس میں عربی، اسلامی بیس ممالک کے ان پچاس سرگرم عمل مفکرین اور دانشوروں نے شرکت کی، جو اپنے ممالک اور معاشروں کے وسیع سیاسی و فکری وژن کے نمائندے تھے۔

مشترکہ اعلامیہ

شرکاء نے اس کانفرنس کے انعقاد کو مستحسن اقدام قرار دیا کہ اس سے مئی ۲۰۰۶ء میں منعقد ہونے والی پہلی کانفرنس کے شروع کیے ہوئے کام کی تکمیل اور اس کے حتمی فیصلوں اور سفارشات پر عمل درآمد کا موقع ملے گا۔ شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ صالح حکومت کے لیے اسلامی اقدار اور اس کے فلسفہ کی دستوری حیثیت کا موضوع سیاسی اور علمی طور پر بہت اہمیت کا حامل ہے، جس کا ایک طرف اسلامی تحریکوں اور مسلم دانشوروں کی صفوں میں ہونے والے مکالمہ کی گہرائی اور ترقی سے تعلق ہے اور دوسری طرف اس کا دوسری سیاسی و فکری تحریکوں کے ساتھ علمی گفتگو سے تعلق ہے، نیز اس سے ان تحریکوں کے ساتھ سیاسی وابستگی کو پذیرائی حاصل ہوگی۔

شرکاء نے اس بات سے اتفاق کیا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ عربی و اسلامی ممالک میں جمہوری اصلاح و تبدیلی کے عمل کو رجعت پسندی اور اُن آلام و مصائب کی شدت کے علی الرغم جاری رہنا چاہیے، جن سے اس عمل کو گزشتہ کئی سالوں میں دوچار ہونا پڑا۔ شرکاء کانفرنس نے اتفاق کیا کہ اس بات کی بھی شدید ضرورت ہے کہ سیاسی اسلام کی تحریک کو تبدیلی کی ان کارروائیوں میں ضم کر دیا جائے، جو عربی و اسلامی معاشروں میں جاری اور جمہوریت کی طرف ترقی کے سفر پر گامزن ہیں۔ اس کارروائی میں تشدد، غلو اور انتہاء پسندی کی تحریکوں کے مقابلہ میں نظر و فکر اور کردار کے اعتبار سے اس تمام سیاسی، فکری اور تنظیمی استحقاق کو ملحوظ رکھنا ہوگا، جس کا یہ کارروائی تقاضا کرتی ہے۔

عربی و اسلامی دنیا میں جمہوری تبدیلی کے تجزیہ نے واضح کر دیا ہے کہ جب تک اسلامی تحریکوں کو مدغم نہیں کیا جائے گا، یہ عمل کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکے گا۔ اس کے بغیر یہ عمل رجعت پسندی اور آلام و مصائب کا تختۂ مشق بنا رہے گا البتہ ادغام و انسلاک کے بھی کچھ تقاضے ہیں، جو حکومتوں اور تنظیموں کے لیے واجب ہیں مثلاً اسلامی اقدار اور اس کے فلسفہ کی دستوریت کے لیے کوشش بھی اسی سیاق میں اس طرح آتی ہے کہ یہ اس تحریک کو عصر حاضر کی روح اور تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے میں سازگار فضا مہیا کرتی ہے اور مجرد نظریہ کے لیے متفق علیہ دستوری فقہ اور معاشرتی قوانین و قانون سازی کی تبدیلی کی صلاحیت و قابلیت پیدا کرتی ہے۔

کانفرنس کے شرکاء نے یہ دو دن جوہری مسائل سے متعلق گہرے علمی مباحث میں گزارے، جس کے نتیجہ میں بالاتفاق یا کثرت رائے سے درج ذیل دستوری اقدار و مبادی کے بارے میں مشترکہ رائے تشکیل پائی، جو اسلامی تعلیمات و اقدار سے ہم آہنگ ہیں، ہمارے ملکوں اور معاشروں میں انسانی اقدار کی اشاعت کے لیے ایک صالح اساس فراہم کرتے اور انتہاء پسندی و رجعت پسندی کو ناقابل قبول قرار دیتے ہوئے عمیق اور جامع جمہوری تبدیلی کے لیے بنیاد قرار پاتے ہیں:

اولاً: حکومت اور سیاسی نظام کی صورت میں

- اسلام نے حکومت یا سیاسی نظام کے لیے کوئی معین شکل مقرر نہیں کی، اسے عدل، حریت اور مساوات پر مبنی اجتہاد کے لیے کھلا امر قرار دے دیا ہے، جو مصالح کی فراہمی اور مفاسد کے ازالہ کا ضامن ہو۔ کانفرنس کے شرکاء کے افکار و آراء نے ایک ایسی معاصر حکومت کی تشکیل و ترقی کی نشاندہی کی، جو قوانین اور فقہ کے اعتبار سے ایک ماڈل ہو۔
- طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں۔
- معاصر انسانی دنیا میں حکومتوں کی مختلف شکلیں اور صورتیں ہیں مثلاً شاہی، جمہوری، پارلیمانی، مخلوط، مرکزی و غیر مرکزی مگر اہمیت نظام حکومت کی شکل و صورت کی نہیں، بلکہ اہمیت عوام کی مصلحت، قیادت و استقلال کی حفاظت اور آزادی، ترقی اور خوش حالی کو حاصل ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

- اسلام نے کسی دینی حکومت کی بنیاد نہیں رکھی، یہ بات نہ شرعی طور پر ثابت ہے اور نہ تاریخی طور پر، جدید حکومت شہری حکومت ہے، جس کے فرائض محدود اور غیر جامع ہیں، منصب حکومت پر منتخب شہری فائز ہوتے ہیں، اس میں قانون سازی کا عمل منتخب اسمبلیاں اور پارلیمنٹ آزادی کے ساتھ صاف شفاف شکل میں سرانجام دیتی ہیں۔

- جہاں تک دین اور حکومت میں تعلق قائم کرنے اور دونوں میں امتیاز کی بات ہے، تو حکومتوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ سیاسی اغراض کے لیے دینی امور میں مداخلت کریں، جیسا کہ فقہاء اور علماء دین کے لیے سیاسی امور میں مداخلت جائز نہیں، البتہ دیگر ہم وطنوں کی طرح انفرادی طور پر وہ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتے ہیں، اس لیے واجب ہے کہ دینی ادارے اور حکومت کے دیگر اداروں میں فرق کیا جائے البتہ یہ دونوں ادارے ایک قانون اور ایک نظام کی چھت کے نیچے کام کریں گے۔

> اسلام نے کسی دینی حکومت کی بنیاد نہیں رکھی، یہ بات نہ شرعی طور پر ثابت ہے اور نہ تاریخی طور پر۔

- جدید حکومت جغرافیائی حکومت کی اساس پر قائم ہوتی ہے، کسی ملک میں شہریت اختیار کرنا اور اس کا تشخص جغرافیائی بنیاد پر ہے، اس میں قوانین اور قانون سازی اسی بنیاد پر رائج ہوگی، امامت کے تصور پر مبنی حکومت خلافت کی حکومت ہے۔ امامت کا مسئلہ ایک تاریخی جبر کی بات تھی، جواب باقی نہیں ہے البتہ امت کے لیے حکومت کی کسی ایک صورت کے مطابق برضا و رغبت قیام کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔

- نظام حکومت کی رو سے شوریٰ حاکم کو پابند کرے گی کہ وہ شورائی امور کی جدید انتظامی تقاضوں کے مطابق تحدید کرے مثلاً وہ طے کرے کہ انتخاب کب ہوں گے؟ استفتاء کے ادارے کون سے ہیں؟ وغیرہ۔

ثانیاً: شہریوں کے حقوق و فرائض

- حکومت شہریوں کے ان تمام بنیادی حقوق و فرائض کی کفیل ہوگی، جو نظام اور آداب عامہ کے خلاف نہ ہوں۔

- شہریت حقوق و واجبات کا سرچشمہ اور فرد اور حکومت کے تعلق کو قائم رکھنے کے لیے واحد انتظامی اور طے شدہ بنیاد ہے۔

- تمام شہری برابر ہیں، حقوق و واجبات اور سرکاری مناصب پر فائز ہونے کے اعتبار سے مساوی ہیں، رنگ، نسل، جنس، دین اور مذہب کی بنیاد پر ان میں کوئی فرق نہیں۔

- افراد اور جماعتوں کے انفرادی، عمومی اور شخصی حقوق محفوظ اور جبر و اکراہ کی تمام صورتوں سے پاک ہیں، حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان حقوق سے مستفید ہونے کا سب کو موقع فراہم کرے اور ان کی تنفیذ کے لیے کام کرے۔

- کانفرنس کے شرکاء کی رائے میں احترام کے اعتبار سے، اسلام مرد و عورت میں انسانی مساوات کا ببانگ دہل اعلان کرتا ہے، انہوں نے ہر اس فکر یا تصرف یا کردار کو مسترد کر دیا ہے، جو عورت کی عزت و تکریم یا زندگی کے مختلف میدانوں میں اس کے حقوق میں کمی کرے، خواہ اس فکر یا تصرف یا کردار کے مسلمانوں کی بعض غلط عادات و روایات سے کیسے ہی شواہد کیوں نہ پیش کیے گئے ہوں۔ شرکاء کی رائے میں عورت سے متعلق فقہی سرمایہ کے ان بعض پہلوؤں پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے، جن کی قطعی نصوص سے تائید نہیں ہوتی، خصوصاً وہ پہلو جن کا تعلق شہری و سیاسی حقوق سے ہے۔

- اس سیاق و سباق میں شرکاء نے اس بات پر زور دیا کہ عورت کو سرکاری اداروں میں کامل شرکت کا حق حاصل ہے، وہ تمام حقوق اور آزادیوں میں مرد کے شانہ بشانہ مساوات کی مالک ہے، جس کی وجہ سے وہ ملک کے سربراہ کے منصب اور قضاء سے متعلق تمام مناصب پر فائز ہو سکتی ہے۔

- حکومت و نظام مملکت میں غیر مسلم شہریوں کی شراکت دیگر ہم وطنوں کی طرح ان کا شرعی و دستوری حق ہے، ان کی آراء کا احترام واجب ہے۔

- عقیدے کی آزادی ہر شہری کا حق ہے، جسے دستوری و قانونی تحفظ حاصل ہے۔

- صحافت، ذرائع ابلاغ، رائے اور تعبیر کی آزادی کا اس کی مختلف صورتوں میں فرد اور جماعت کے لیے حق محفوظ ہے۔

- تنظیموں، جماعتوں اور مقامی شہری آرگنائزیشن کا حق محفوظ ہے۔

- ہر شخص کو کام، تعلیم، مناسب رہائش، صحت اور اچھی زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہے۔

- احوال شخصیہ سے متعلق ان تمام قوانین میں سب فرقوں اور مذاہب کے حقوق کا احترام کیا جائے گا، جنہیں منظوری کے لیے پارلیمنٹ میں پیش کرنا مقصود ہو جیسا کہ ہر ملک میں قابل اعتماد قانون کے لیے یہ بات طے شدہ ہے۔

یہ اعلامیہ عمان میں مؤرخہ ۲ ستمبر ۲۰۰۷ کو جاری ہوا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کانفرنس کے شرکاء

☆ ابوالعلاء ماضی، قائد حزب وسط، مصر۔

☆ ڈاکٹر احمد خالدی، سابق وزیر قانون، سربراہ دستور ساز کمیٹی، فلسطین

☆ ڈاکٹر احمد راوی، مدیر یورپی وقف تنظیم، سابق سربراہ اتحاد منظمات اسلامیہ، لندن

☆ ڈاکٹر زبیر عروس، پروفیسر سوشیالوجی، جامعۃ الجزائر، الجزائر

☆ ڈاکٹر طیب زین العابدین، سیکرٹری جنرل کونسل برائے دینی بقائے باہمی، پروفیسر علوم سیاسیات، جامعہ خرطوم، سوڈان

☆ ڈاکٹر اسامہ فرید عبدالخالق، جماعت الاخوان المسلمین، مصر

☆ ڈاکٹر مرتضیٰ محطوری، رکن کونسل علماء یمن، پروفیسر جامعہ صنعاء، یمن

☆ ڈاکٹر انیس قاسم، ماہر قانون، فلسطین

☆ ڈاکٹر باسم زبیدی، پروفیسر علوم سیاسیات، جامعہ بیرزیت، فلسطین

☆ ڈاکٹر بومدین بوزید، پروفیسر فلسفۂ سیاسیات، جامعہ دہران، الجزائر

☆ جواد عصفور، محقق، جمعیت تجدید واجتماعی ثقافت، بحرین

☆ حسن ابوھنیہ، محقق، حرکات اسلامیہ، اردون

☆ ڈاکٹر خبری امین، سربراہ شعبہ جنرل قانون، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ملائیشیا

☆ ڈاکٹر رحیل غرایبہ، وائس سیکرٹری جنرل اسلامک ورک فرنٹ، اردن

☆ زکی میلاد، مدیر اعلیٰ مجلّہ ''الکلمۃ''، سعودی عرب

☆ سامح فوری، قومی مسائل سے متعلق محقق ومصنف، مصر

☆ ڈاکٹر سلیم عبداللہ جبوری، رکن عراقی پارلیمنٹ، عراق

☆ ڈاکٹر صبری سمرہ، محقق وسیاسی تجزیہ نگار، اردن

☆ ڈاکٹر عائشہ حجامی، پروفیسر جنرل قانون، جامعہ مراکش، مغرب

☆ معالی عاطف بطوش، وکیل وسابق وزیر، اردن

☆ ڈاکٹر عبداللہ بریدی، صحافی وپروفیسر جامعہ قصیم، سعودی عرب

☆ ڈاکٹر عثمان طسنان، پروفیسر کلیہ ادیان، جامعہ انقرہ، ترکی

☆ عریب رنتاوی، ڈائریکٹر جنرل، مرکز قدس برائے مطالعہ سیاسیات، اردن

☆ ڈاکٹر عصام سلمان، پروفیسر قانون، جامعہ لبنان، مشیر مرکز عربی برائے ترقی قانون، لبنان

☆ عیسیٰ شارقی، محقق جمعیت تجدید واجتماعی ثقافت، بحرین

☆ ڈاکٹر فرید عبدالخالق، دست راست امام حسن البناء، بانی جماعت الاخوان المسلمین، رکن تاسیسی کونسل وسابق رکن مکتب ارشاد، مصر

☆ ڈاکٹر قطب مصطفیٰ سانو، پروفیسر اصول فقہ، فقہ مقارن، اسلامی معاشیات، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، ملائیشیا

☆ محمد ابو رمان، محقق ومصنف، حرکات اسلامیہ، اردن

☆ محمد احسان اُلیف، محقق، بین الاقوامی اسلامی مرکز، انڈونیشیا

☆ ڈاکٹر محمد بزور، اسلامک ورک فرنٹ کی طرف سے رکن پارلیمنٹ، اردن

☆ ڈاکٹر محمد حموری، ماہر قانون وسابق وزیر، اردن

☆ ڈاکٹر محمد مقاطع، پروفیسر دستوری قانون، جامعہ کویت، کویت

☆ ڈاکٹر محمد جنجار، نائب مدیر کنگ عبدالعزیز آل سعود آرگنائزیشن برائے علوم اسلامیہ وشہریت، مغرب

☆ ڈاکٹر محمد خالد مسعود، چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

☆ محمد شریعتی، اسلامی محقق ومصنف، وسابق مشیر صدر ایران، ایران

☆ محمد قحطان، رکن مجلس قیادت، حزب اصلاح، یمن

☆ مروان شحادہ، محقق، حرکات اسلامیہ، اردن

☆ ڈاکٹر مصطفیٰ علی، سیکرٹری جنرل، تنظیم برائے سلامتی ادیان، کینیا

☆ ڈاکٹر منصور عواملہ، پروفیسر لاء کالج، اردن یونیورسٹی، اردن

☆ سید ہانی فحص، مصنف واسلامی مفکر، لبنان

☆ ڈاکٹر ہشام حمامی، رکن جماعت اخوان المسلمین، مصر

☆ ہالہ سالم، ڈائریکٹر جنرل، مرکز قدس برائے مطالعہ سیاسیات، اردن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

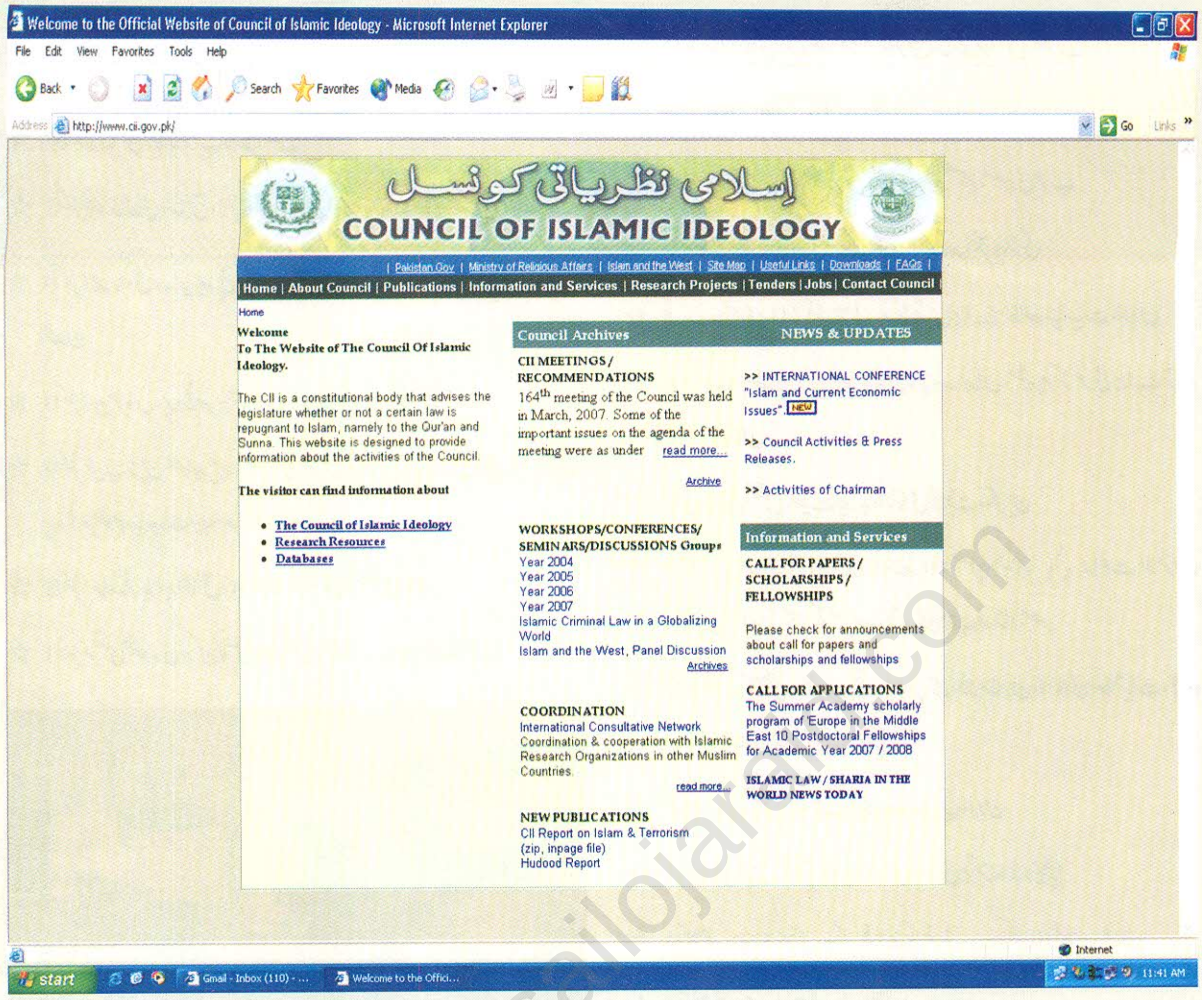

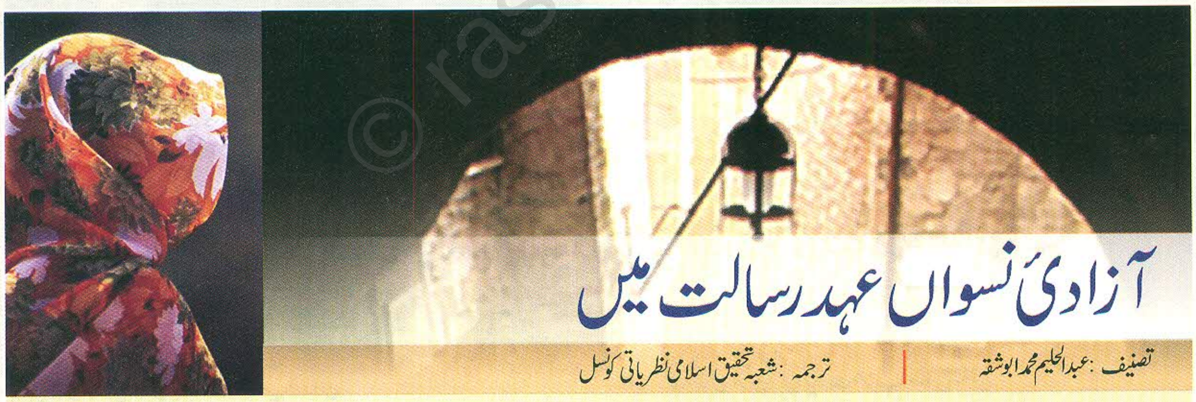

آزادیٔ نسواں عہد رسالت میں

تصنیف: عبدالحلیم محمد ابوشقہ | ترجمہ: شعبہ تحقیق اسلامی نظریاتی کونسل

اسلام نے سب سے پہلے خواتین کے حقوق اور شرف کے تحفظ کا جو چارٹر عطا کیا تھا، اس کے بغیر ہم ان کے معاشرتی اور سماجی رتبے میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔ اسلام نے عبادت، وراثت، شہادت اور نکاح وطلاق کے مسائل میں خواتین کو جس آزادی سے ہمکنار کیا۔ معاشرت، معیشت اور سیاست کے میدان میں کام کرنے کے لیے جو حقوق عطا فرمائے، عالم اسلام کے ممتاز مفکر اور نامور مصری سکالر جناب عبدالحلیم محمد ابوشقہ نے اپنی شہرۂ آفاق اور چار جلدوں پر مشتمل کتاب

تحرير المرأة فى عهد الرسالة

میں قرآن کریم اور صحیح بخاری ومسلم کی احادیث مبارکہ کی روشنی میں انہیں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور دلنشین اسلوب میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ مسلم خواتین اسلامی معاشرے کا ایک نہایت فعال حصہ ہیں، معاشرے کی ترقی میں ان کا کردار بے حد اہمیت کا حامل ہے، خواتین ہر جگہ اور ہر شعبے میں اپنے فرائض بخوبی انجام دے سکتی ہیں۔ سیاست، تجارت، وکالت، طب اور انسانی زندگی کا کوئی شعبہ بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کے لیے شجر ممنوعہ نہیں ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے حقوق وفرائض کو سمجھنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بے حد ممد ومعاون ثابت ہوگا۔

اسلامی نظریاتی کونسل
۴۶، اتاترک ایونیو، جی۔۵/۲، اسلام آباد فون: ۹۲۰۵۶۵۲_۰۵۱ فیکس: ۹۲۱۷۳۸۱_۰۵۱
ای میل: contact@cii.gov.pk ویب سائٹ: www.cii.gov.pk

© rasailojaraid.com